

باہمی قتال کفر ہے

عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: اسْتَنْصِتِ النَّاسَ. ثُمَّ قَالَ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ وسلم نے مجھے حجۃ الوداع کے موقع پر کہا تھا: لوگوں کو چپ کراؤ۔ پھر آپ نے فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: وَيَحْكُمُ أَوْ قَالَ: وَيَلْكُمُ، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

لغوی مباحث

’استنصت‘: فعل امر ہے: اور اس کا مطلب ہے لوگوں کو خاموش کراؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ لوگ ان کی بات توجہ سے سنیں۔ اس سے اس بات کی اہمیت واضح ہوتی ہے جو اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی۔ شارحین نے اس لفظ کے تحت یہ بحث کی ہے کہ اس سے علم کے حصول کے لیے غور سے سننے اور خاموشی اختیار کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ہم نے بات کا اصل محل واضح کر دیا ہے۔ شارحین نے جو بات بیان کی ہے، وہ ایک ضمنی بات ہے اور موقع کلام سے اس کی مناسبت بھی ضمنی ہی ہے۔

’و یحکم أو ویلکم‘: اصل میں یہ دونوں بددعا کے کلمات ہیں۔ شارحین نے ان کے محل استعمال پر بحث کی ہے۔ بعض اہل لغت کا خیال ہے کہ ’ویل‘ کا لفظ اس شخص کے لیے آتا ہے جو ہلاکت میں پڑا ہوا ہو اور اس کا مستحق بھی ہو۔ جبکہ ’ویح‘ کا لفظ اس شخص کے لیے آتا ہے جو ہلاکت میں پڑا ہوا ہو، مگر اس کا مستحق نہ ہو۔ گویا ’ویل‘ ایک بددعا ہے اور ’ویح‘ کا لفظ ترس کھانے اور ہمدردی کے اظہار کا لفظ ہے۔ ان الفاظ کے مواقع استعمال کو دیکھتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ’ویل‘ کا لفظ ’ویح‘ کے مقابلے میں سخت ہے، لیکن دونوں ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں اور بددعا کے علاوہ محض سرزنش کے لیے بھی آ جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ’ویل‘ کا لفظ آیا ہے اور بالعموم شدید معنی ہی میں استعمال ہوا ہے۔

’یضرب‘: روایت میں ’یضرب‘ کی ’ب‘ پر پیش ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس پر جزم پڑھی جانی چاہیے۔ اس رائے کے مطابق ’یضرب‘ جواب شرط ہے جس کی شرط بر بنائے قرینہ حذف ہے۔ یہ ایک نحوی امکان ضرور ہے، لیکن مرفوع پڑھنے کی صورت میں عبارت ایک معروف اسلوب پر ہے اور واضح معنی دے رہی ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک اس پیچیدگی میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

معنی

یہ روایت حجتہ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کا ایک حصہ ہے۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمی تفرقے اور جنگ و جدال سے منع فرمایا ہے اور اس کی شناعت واضح کرنے کے لیے یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ دین کو اختیار کرنے کے بعد مسلمان جب ایک ملت بن گئے تو قرآن مجید میں انھیں ہدایت کی گئی کہ وہ اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے پکڑ لیں اور تفرقے میں نہ

پڑیں۔ ہر ملت اس خطرے سے دوچار رہتی ہے کہ ان کے اندر اختلافات پیدا ہوں اور یہ اختلافات اس قدر شدت اختیار کر لیں کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھالیں۔ یہ اختلافات ایک دوسرے کی تکفیر کا باعث بنتے، جان کی حرمت جو خدا کی قائم کردہ حد ہے، اس سے تجاوز پر آمادہ کرتے، تہمت، غیبت، سازش، تعصب، حق تلفی اور باطل پرستی، غرض گناہوں کا ایک پورا خاندان ہے جس کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ یہ سارے گناہ مل کر ایک مسلمان کو اس انجام تک پہنچا سکتے ہیں جو ایک کافر کا انجام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس خطرے کو دیکھ رہے تھے کہ مسلمان ایک جم غفیر ہیں۔ ان میں سے بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو بالکل آخری زمانے میں مسلمان ہوئی ہے۔ آئندہ مسلمانوں میں سیاسی اور مذہبی اختلافات پیدا ہوں گے تو ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے ایمان سے بے پروا ہو کر ایک دوسرے پر ہتھیار اٹھا لیں۔ اکابر صحابہ جب تک موجود رہے، وہ اس تعلیم پر پوری طرح عامل رہے۔ ہر دور میں یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اسوہ ہی ہے جو امت میں اتحاد کو قائم کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے، اختلاف خواہ مذہبی ہو خواہ سیاسی، کبھی اپنے دائرہ عمل سے تجاوز نہیں کیا۔ جو جہاں اور جس پوزیشن میں تھا، اس نے اسی پوزیشن میں رہتے ہوئے اپنا کام کیا۔ اختلاف رائے کیا، لیکن اسے کبھی جدال نہیں بننے دیا۔ سیاسی فیصلے کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیے اور حکومت کی ذمہ داریاں حکمران ادا کرتے رہے۔ اسی طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم کی حکومت جب تک قائم رہی، انھوں نے رائے کی آزادی اور احتساب کی جرأت پر کبھی کوئی قدغن عائد نہیں کیا۔ آج ہمارا رویہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہی چیز ہے جس نے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رکھا ہے۔

کفر کا لفظ، جیسا کہ ہم نے اس سے پچھلی روایات میں تفصیل سے بیان کیا ہے، معاملے کی شاعت اور ایمان کی نعمت اور اعمال صالحہ کے اجر کے بالکل خاتمے کے خطرے کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ بات قرآن مجید میں اس قدر واضح ہے کہ اس لفظ کو نہ قانونی معنی میں لینے کی ضرورت ہے اور نہ اس کی کوئی تاویل و توجیہ کی حاجت رہتی ہے۔ قرآن مجید میں کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے پر ابدی جہنم کی سزا بیان ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قتل ایک ایسا جرم ہے جو ایمان جیسی بڑی نیکی کو بھی کھا جاتا ہے۔ تفرقہ جب قتل و غارت کی صورت اختیار کر لے گا تو وہ قرآن کے اس فیصلے سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔

متون

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ یہ روایت اصل میں خطبہ حجة الوداع کا ایک جز ہے۔ یہ بات خود امام مسلم نے بھی

کتابیات

اشراق ۲۲ جولائی ۲۰۰۹